ادارۂ اسلامی تحقیقات یا اسلام کی قربان گاہ؟

علماء حق اور مسلمانانِ پاکستان کے لئے لمحۂ فکریہ

اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن رکین اور اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے تازہ ارشادات آپ نے پڑھے ہوں گے جو ۲۱ مئی کے اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئے۔ اچھا ہوا کہ وہ اب مزید کھل کر سامنے آئے۔

لمثل ھذا یذوب القلب من کمد　　ان کان فی القلب ایمان واسلام

پورا بیان پڑھئے اور اسلام بیچارے کی غربت پر جی بھر کر ماتم کیجئے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ حاملین علوم نبوت اور اسلامیانِ پاکستان کے دل پگھل جائیں۔ جگر شق ہوں۔ اور اسلام کی حفاظت کی فکر سے ہماری سُکھ اور چین کی نیند اڑ جائے۔ بیان کا متن یہ ہے:

کراچی ۱۹ مئی۔ ۲۱ مئی کو اسلامی مشاورتی کونسل کے ہونے والے اجلاس بحث کے لئے یہ تجویز پیش کی جائیگی کہ ترقیاتی سرگرمیوں کے اخراجات پورے کرنے کیلئے زکوٰۃ کی شرح بڑھا کر اسے ترقی یافتہ صورت میں عائد کیا جائے۔ اسلامی تحقیقات اکاڈمی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب جو مشاورتی کونسل کے ممبر بھی ہیں، نے ایک انٹرویو میں کہا کہ زکوٰۃ ہی ایک ٹیکس ہے، جو قرآن حکیم مسلمانوں پر سرکاری طور پر عائد کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شروع میں ممالک کی مختلف ضروریات پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ زکوٰۃ کی رقم مسلمانوں کی سماجی اور ثقافتی بہبود کے لئے ہی نہیں بلکہ ملک کے دفاع اور دوسری ضروریات کے لئے بھی ہے۔ زکوٰۃ کی معمولی شرح بے سود ہے۔ اس لئے اس میں اضافہ ہونا چاہئے۔ اور چونکہ زکوٰۃ کے سوا اور کوئی ٹیکس لگانے کی قرآن اجازت نہیں دیتا اس لئے زکوٰۃ کی شرح میں ہی اضافہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایجنڈے کا دوسرا نکتہ ترقیاتی کاموں کے لئے سرمائے پر سود وصول کرنے کا ہے۔ اسلام نے سود سے منع کیا ہے۔ منافع سے نہیں۔ سو فیصدی منافع لینا سود کے زمرے میں آتا ہے۔

مذہبی رہنماؤں نے جدید تقاضوں کے تحت اسلام کی صحیح ترجمانی نہیں کی۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ دنیا کی اقوام میں سربلند ہونے کے لئے دقیانوسی نظریات میں تبدیلیاں کی جائیں"

غور فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب ایک ہی سانس میں کتنی باتیں فرما گئے۔ زکوٰۃ کی شرح میں اضافہ اور سود کا منافع ہو کر حرام نہ ہونا اور قرآن وسنت کے بارہ دقیانوسی نظریات کی پھبتی اڑانا اور مذہبی رہنماؤں کو اسلام کی صحیح ترجمانی نہ کرنے کا ذمہ دار گردانتا ——

جناب ڈاکٹر صاحب! آپ کے ارشادات پر عمل کر کے اسلام کی حیثیت اس روایتی بڑھیا کی نہ ہو جائے گی؟ جس نے اپنی جہالت کے باعث باز کی منقار (چونچ) کاٹ لی کہ یہ ٹیڑھی ہے۔ ناخن کو مشقِ مقراض بنایا کہ بڑھ گئے ہیں۔ پروں کو کتر لیا کہ زائد از ضرورت ہیں۔ غرض باز بیچارے کو چڑیا سے زیادہ قابلِ رحم بنایا ——

جناب ڈاکٹر صاحب! ٹھیک ہے کہ مذہبی رہنماؤں نے جدید تقاضوں کے تحت اسلام کی صحیح ترجمانی نہیں کی کیونکہ نہ انہوں نے سود کو حلال کہا اور نہ نمازوں کی تعداد گھٹائی نہ زکوٰۃ کی شرح بڑھائی۔ نہ قربانی کی شکل بدلی۔ اس ماڈرن اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کیا تو اس صدی کے اس جدید اور قابلِ فخر مفکر نے جس نے ارکانِ اسلام کا حلیہ بگاڑا۔ اور یا ان مانعین زکوٰۃ نے جن کی سرکوبی خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی کے ہاتھوں ہوئی۔ ہم ڈاکٹر صاحب جیسے انسان سے مزید کچھ عرض کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہمارا روئے سخن ان علماء حضرات کی جانب ہے کہ کیا دینِ حق پر اس سے زیادہ نازک وقت بھی آئے گا۔؟ ایسے حضرات کی ہفوات کے بعد بھی ہم خوابِ غفلت میں سوئے رہیں گے؟ کہاں ہیں پیرانِ عظام جو بسم اللہ کے گنبد میں پڑے ہیں۔؟ کہاں ہیں وہ قوم کے رہنما جو پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتاتے تھے۔ اگر اب بھی ہماری غفلت کیشی اور تساہل پسندی میں کمی نہ آئی تو آنے والی نسلوں کے کفر و الحاد کے وبال سے محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ اور نہ روزِ حشر کی باز پرس سے ۔

امروز کہ یاراں شدہ رسوا سرِ بازار — صد حیف کہ ما جامۂ ناموس بپوشیم

ہندوستانی حضرات حسبِ ذیل پتوں پر اپنا سالانہ چندہ ارسال فرما کر رسید ڈاکخانہ ہمیں ارسال فرمائیں

(۱) —— مولانا سید ازہر شاہ قیصر۔ شاہ منزل۔ دیوبند

یا

(۲) —— مولانا عتیق الرحمان سنبھلی مدیر الفرقان۔ کچہری روڈ۔ لکھنؤ